منظور سعید احمد

آج تک ہے مہک دماغوں میں

اے دلِ بے قرار کیا کہیئے — اور پھر بار بار کیا کہیئے
ذکر کرنا پڑا مجھے ان کا — جو تھے باغ و بہار کیا کہیئے
تھیں ستودہ صفات کے اندر — خوبیاں بے شمار کیا کہیئے
دشمنوں کے لئے قیامت تھا — اور اپنوں سے پیار کیا کہیئے

خرمنِ ارتداد پر برسوں — وہ رہا شُعلہ بار کیا کہیئے
ہیں شناسا قدوم سے اسکے — منزل و رہگزار کیا کہیئے
اپنے نانا کی ہر ادا پر وہ — جان و دل سے نثار کیا کہیئے
کب نہ دار و رسن کو چوم لیا — اس نے دیوانہ وار کیا کہیئے
وہ خطابت ہو یا سیاست ہو — ہر جگہ شہسوار کیا کہیئے
وہ جلال اسکا وہ جمال اسکا — ہائے وہ حسنِ یار کیا کہیئے
آج تک ہے مہک دماغوں میں — گیسوئے مشکبار کیا کہیئے
اک قیامت تھا اس کا جانا بھی — مرگِ احسنِ شعار کیا کہیئے
اے امیرِ وطن تیرے غم میں — ہم ہیں سب سوگوار کیا کہیئے
دل تڑپتے ہیں سینوں کے اندر — آنکھیں ہیں اشکبار کیا کہیئے
یہ فضائے چمن پرندوں کو — اب نہیں سازگار کیا کہیئے
ہر طرف حبس ہے، گھٹن سی ہے — ہر کوئی بیقرار، کیا کہیئے
ہر کلی شاہ جی، گلستان کی — یاس سے ہمکنار، کیا کہیئے
روشنی کی تلاش ہے ہمکو — شبِ تیرہ و تار، کیا کہیئے
ضبط کا حوصلہ نہیں باقی — ہر تنفس ہے بار، کیا کہیئے
اے خداوندِ بیقراراں تُو — کب سُنے گا پکار، کیا کہیئے